مزامیر کے ساتھ سماع کا شرعی حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک مولوی برسر اسٹیج کہتا ہے کہ قوالی سننے والے پیروں کی بیعت توڑ دو، دریافت طلب امر یہ ہے کہ مزامیر کے ساتھ سماع سننا شریعت کی رو سے کیسا ہے؟ قرآن وحدیث اور اقوال فقہا کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

مستفتی: قاری فخرالدین صابری

صدرالمدرسین مدرسہ احمدیہ فاروقیہ، چھوٹا دائرہ، بہادرگنج، الہ آباد

الجواب بعون الملک الوھاب

جس طرح اچھے جائز کلام موزوں چاہے وہ حمدیہ ہوں یا نعتیہ، عارفانہ کلام ہو یا منقبت سُر اور طرز کے ساتھ سننا گانا جائز ہے اسی طرح انہیں کلاموں کو مزامیر اور سازوں کے ساتھ سننا بھی جائز ہے بشرطیکہ لہو ولعب اور کھیل کود کے طور پر نہ ہو۔

"عن انس بن مالك ان النبی صلی الله علیه وسلم مر ببعض المدینة فاذا هو بجوار یضربن بدفهن ویتغنین ویقلن نحن جوار من بنی النجار یا حبذا محمد من جار فقال النبی صلی الله علیه وسلم الله یعلم انی لاحبکن۔" (ابن ماجہ، باب الغناء والدف، رقم:۱۸۹۹)

ترجمہ: "حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے ایک حصے سے گزرے تو دیکھا کہ کچھ بچیاں دف بجا بجا کر گا رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں: 'ہم قبیلہ بنو نجار کی لڑکیاں ہیں اور کیا ہی خوشی کی بات ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پڑوسی ہیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ جانتا ہے کہ میں تم انصار سے کتنی محبت کرتا ہوں۔"

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ دف بجانا جائز ہے اور یہ بات بھی مسلم ہے کہ دف آلات لہو ولعب میں سے ہے۔ تو جب دف مزامیر میں سے ہونے کے باوجود بعض صورتوں میں جائز ہے تو دیگر آلات موسیقی جن کا استعمال بزرگوں کی محفل سماع میں کیا جاتا ہے بھی بعض مواقع میں جائز ہیں۔

علامہ شامی لکھتے ہیں:

"أقول هٰذا یفید ان اٰلة اللهو لیست محرمة لعینها، بل لقصد اللهو منها: اما من سامعها او من المشتغل بها وبه تشعر الاضافة، الا تری ان ضرب تلك الاٰلة بعینها حل تارة وحرم اخری باختلاف النیة بسماعها والامور بمقاصدها، وفیه دلیل لساداتنا الصوفیة۔" (ردالمحتار، ج۹ ص۵۰۵،

زکریا بک ڈپو دیوبند)

ترجمہ: ''میں کہتا ہوں کہ اس سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ آلہ لہو بعینہ حرام نہیں ہے بلکہ لہو کے ارادے سے اس کا استعمال حرام ہے، اور لہو کا ارادہ سامع کی جانب سے ہوتا ہے یا لہو میں مشغول کرنے والے کی جانب سے، اور لہو کی طرف جائز یا ناجائز ارادے کی اضافت اس کی حیثیت واضح کر دیتی ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ یہی آلہ کبھی بعینہ جائز ہو جاتا ہے اور کبھی (نیت کے مختلف ہونے سے اس کا سننا) حرام ہو جاتا ہے، اور اس میں ہمارے سادات صوفیہ کے لئے جائز ہونے کی دلیل ہے۔''

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت کے بعد کسی مولوی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ خانقاہوں میں ہو رہے محافل سماع کو دریدہ دہنی کے ساتھ حرام کہہ دے۔

''سیدہ ربیع بنت معوذ بن عفراء سے روایت ہے کہ میری شادی کے دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے۔ لڑکیوں نے دف بجانا شروع کیا اور غزوہ بدر میں شہید ہونے والے میرے بزرگوں کے محاسن بیان کرنے لگیں۔ ایک لڑکی نے یہ مصرع گایا ؎

''وفینا نبی یعلم ما فی غد۔''

''ہم میں وہ نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں۔''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسے چھوڑ دو اور جو گا رہی تھی وہی گاؤ۔'' (بخاری، کتاب النکاح، باب ضرب الدف فی النکاح و الولیمۃ)

ایک اور روایت میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، ایک عورت کی ایک انصاری سے شادی ہو رہی تھی۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ما کان معکم لھو فان الانصار یعجبھم اللھو''

''تمہارے ہمراہ کوئی کھیل تماشہ نہیں ہے۔ انصار کو کھیل تماشہ پسند ہے۔'' (بخاری، کتاب النکاح، باب النسوۃ اللاتی یھدین المرأۃ الی زوجھا ودعائھن بالبرکۃ)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اعلنوا ھذا النکاح واجعلوہ فی المساجد واضربوا علیہ بالدفوف۔''

''یعنی اس نکاح کا اعلان کرو، اسے مسجد میں کرو اور اس نکاح میں (مسجد کے باہر) ڈھول دف بجاؤ۔'' (ترمذی شریف، رقم، ۱۰۸۹)

مذکورہ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ مزامیر اور گانا مطلقاً حرام نہیں ہے بلکہ محض لہو ولعب کے اعتبار سے ہو تو حرام ہے اور اگر لہو ولعب کے اعتبار سے نہ ہو تو جائز ہے۔ان چیزوں کو نادانی سے حرام سمجھا جاتا ہے حالانکہ یہ پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنتیں ہیں۔علماء کہلانے والے کو کبھی غور کرنا چاہئے اور کتب حدیث میں کتاب النکاح ضرور پڑھنا چاہئے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو چیزیں انسان کو نماز، روزہ، والدین کی خدمت، بیوی بچوں کی ضروریات اور رزق حلال کمانے سے غافل کریں اور آدمی اپنے فرائض بجالانے میں سست ہو، ان چیزوں سے بچنا ضروری ہے۔رہا صوفیاء کرام کا سماع تو وہ انتہائی بامقصد ہوتا ہے۔اس سے اہل سماع کو ذکر الٰہی کی برکتیں، سعادتیں اور لذتیں حاصل ہوتی ہیں۔

سماع کے متعلق قطب عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی صابری چشتی متوفی ۹۴۴ھ فرماتے ہیں کہ کنوئیں سے اس وقت تک پانی باہر نہیں آتا جب تک کوئی اسے نکالنے والا نہ ہو یہی حال اسرار الٰہی کا ہے کہ جو تیرے دل میں ہے، سماع ان اسرار کو نکال کر ظاہر کرنے والا ہے۔اور سماع کے باب میں شریعت کا فتویٰ یہ ہے کہ وہ اہل کے لئے جائز اور نااہل کے لئے حرام ہے۔اور سماع کا اہل وہ شخص ہے کہ سوائے دوست کے پیغام کی آواز کے کوئی دوسری چیز نہ سنیں اور کوئی جمال سوائے دوست کے جمال کے نہ دیکھے۔ (رشدنامہ مترجم، ص۵۰ مطبوعہ شعبۂ نشر و اشاعت جامعہ چشتیہ)

۞۞۞